یہودیوں اور عیسائیوں میں نجات دھندہ کا نظریہ

سیدہ سمیہ مصباح الہدیٰ رضوی (پاکستان)

اشاریہ:

دورِ آخر الزمان پر اعتقاد اور منجی (نجات دھندہ) کا انتظار (futurism) ایسے عقاید ہیں کہ جو تقریباً تمام ہی مذاہب خصوصاً الٰہی مذاہب جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں عمومی طور پر اور دین مبین اسلام میں اصل مسلّم کی حیثیت سے خصوصی طور پر پائے جاتے ہیں۔ اگر ان تمام مذاہب کی پر نشیب و فراز تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو وہ موعود آخر الزمان کے اشتیاق سے پُر دکھائی دیتی ہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی پوری پُر مشقت تاریخ میں اپنے اوپر ہونے والے ہر ظلم و ستم کو اس امید کے سہارے برداشت کیا ہے کہ ایک دن "مسیحا" (messiah) آئے گا اور ان کو اس حالت سے نجات دلائے گا۔ مقالے کا مقصد بھی مذکورہ مذاہب میں پائے جانے والے نجات دھندہ کے نظریے کی تجزیہ و تحلیل کرنا ہے اور اس نجات دھندہ کے ظہور کے متعلق پائے جانے والے مشترکات کی طرف اشارہ کرنا ہے تاکہ ان مذاہب سے نزدیکی کے لیے ایک چھوٹا ہی سہی قدم بڑھایا جا سکے۔

بنیادی الفاظ: نجات، یہودی، عیسائی، مسیح، نجات دھندہ، نظریہ۔

مقدمہ

موعود کا انتظار ایک ایسا موضوع ہے جو کہ تقریباً دنیا کے تمام ہی مذاہب میں پایا جاتا ہے اور خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ایک عالمی مصلح کے ظہور کی آرزو تمام ہی مذاہب میں مشترک پائی جاتی ہے اور ان ادیان کے مسلّم اصولوں میں شمار کی جاتی ہے۔

یہ موضوع علاوہ اس کے کہ آسمانی کتب جیسا کہ توریت، انجیل اور قرآن کی تعلیمات میں شمار ہوتا ہے، ایک ایسا امر بھی ہے جس کا تعلق انسانیت کی تقدیر اور تکامل سے ہے۔ اگر دوسرے الفاظ میں کہا جائے تو جب انسان نا امید ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اتنی علمی اور فکری ترقی اور پیشرفت کے باوجود بھی روز بہ روز فساد اور تباہی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور یہ تمام حیرت انگیز ایجادات اور انکشافات بھی اس کو اس کی الجھنوں سے چھٹکارا نہیں دلا پا رہے ہیں تو وہ فطرتاً خدا کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے ظلم، ستم، روحانی اور معنوی بحرانوں سے نمٹنے کے لیے مدد طلب کرتا ہے۔ اس رُو سے ایک عالمی مصلح کی آرزو تمام صدیوں اور تمام ادوار میں خدا پرستوں کے دلوں میں جوش مارتی رہی ہے اور یہ آرزو فقط بڑے مذاہب (جیسا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں) میں ہی نہیں پائی جاتی تھی بلکہ اس کے آثار یونانی افسانوں، چینی قدیمی کتب، ہندو عقاید، اسکینڈینیوین لوگ اور حتیٰ قدیمی مصری قوم اور میکسیکو کے آبائی وحشیوں کے درمیان بھی پائے جاتے ہیں۔

آسمانی کتب اور مذاہب کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موعود اور مصلح کا عقیدہ صرف شیعوں یا مسلمانوں سے ہی مختص نہیں ہے بلکہ تمام آسمانی مذاہب اور ادیان اس عقیدے میں مشترک پائے جاتے ہیں۔ تمام مذاہب کے پیرو معتقد ہیں کہ تاریک اور بحرانی دور میں جب دنیا کو فساد، بے انصافی اور بے دینی گھیرے میں لے لے گی تو ایک عظیم نجات دھندہ طلوع کرے گا اور اپنی حیرت انگیز غیبی طاقت سے دنیا کی تباہ حالی کی اصلاح کرے گا اور خدا پرستی کو بے دینی اور مادہ پرستی پر غلبہ دے گا۔

البتہ ہر ملت اس نجات دھندہ کو ایک مخصوص لقب سے جانتی ہے۔ یہودی اس کو ماشیح کے نام سے، عیسائی اس کو مسیح موعود کے نام سے اور مسلمان مہدی موعود علیہ السلام کے نام سے پہچانتے ہیں۔

ہر کوئی اس نجات دھندہ کو اپنی ملت کا گردانتا ہے؛ مثلاً یہودی اس کو بنی اسرائیل سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیرو سمجھتے ہیں، عیسائی اس کو اپنے مذہب کا سمجھتے ہیں اور مسلمان اس کو بنی ھاشم کی نسل سے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند شمار کرتے ہیں کہ البتہ فقط اسلام نے کامل اور مشخص طور پر اس عالمی شخصیت کا تعارف

کروایا ہے جبکہ دوسرے ادیان یہ کام انجام دینے سے قاصر رہے ہیں۔

قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ وہ تمام علامتیں اور مشخصات جو اس نجات دھندہ کے بارے میں دیگر مذاہب میں پائی جاتی ہیں وہ اسلام کے مہدی موعود علیہ السلام یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کے بلا فصل فرزند پر بھی منطبق ہوتی ہیں؛ جیسا کہ امام مہدی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نسل سے بھی شمار کیا جا سکتا ہے کیونکہ بنی ھاشم اور بنی اسرائیل دونوں ہی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ بنی ھاشم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے اور بنی اسرائیل حضرت اسحاق کی نسل سے۔ اور اسی طرح امام علیہ السلام کو عیسائیوں سے بھی نسبت دی جاسکتی ہے کیونکہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی مادر بی بی نرجس ایک رومی شیزادی تھیں جنھوں نے خود کو معجزانہ طور پر امام حسن عسکری علیہ السلام تک پہنچایا تھا۔

صلح و عدالت سے عشق ہر کسی کے اندر موجود ہوتا ہے اور سب ہی صلح و عدالت سے لذت پاتے ہیں۔ پس سب اپنے تمام وجود کے ساتھ ایک ایسے جہان کے آرزو مند ہیں جو صلح اور عدالت سے سرشار ہو۔ لہٰذا تمام ملتیں اور اقوام اس مصلح کے منتظر ہیں۔

آسمانی ادیان بلکہ دیگر تمام مذاہب کا موعود اور عالمی مصلح کے بارے میں نکتہ نظر ایک قابلِ توجہ امر ہے جس کو مسلمان بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔ جب انسانیت اس اہم نکتے کی طرف توجہ دینا شروع کر دے گی کہ اس عالمی نجات دھندہ کے ظہور کا عقیدہ مذاہب کے درمیان پایا جانے والا ایک مشترک عقیدہ ہے کہ جس کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے اور تمام پیغمبروں نے بھی اس کی بشارت دی ہے اور تمام ملتیں اس کی منتظر بھی ہیں تو اس صورت میں ہی مسلمان اور خصوصاً شیعہ خیال پردازی اور خرافہ عقاید جیسی اور تہمتوں سے بچ پائیں گے۔

اس مقالے میں یہودیوں اور عیسائیوں کے موعود اور مصلح کے انتظار کے عقیدے کو موردِ توجہ قرار دیا گیا ہے جس کا مہم ترین منبع توریت، تلمود اور انجیل ہیں۔ واضح کرتے چلیں کہ ہم ادھر قدیمی کتب کی بشارتوں کے ذریعے مہدی موعود علیہ السلام کے اثبات کا استدلال کرنے نہیں آئے ہیں اور اصولاً اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، بلکہ ہمارا مقصد آسمانی مذاہب میں موعود کے نظریے کا مطالعہ کر کے یہ بتانا ہے کہ موعود اور عالمی نجات دھندہ کے انتظار کا نظریہ ایک بین المذاہب مشترک عقیدہ ہے۔

البتہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس مقالے میں ہمارا سب سے اہم منبع کتابِ مقدس ہے کیونکہ ہمارا ہدف ہی اہلِ کتاب کی نگاہ میں موعود کے انتظار کے مسئلے کو آشکار کرنا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم نے دیگر کتب کے

استفادہ سے غفلت نہیں برتی ہے۔

لفظِ مسیحا کا پس منظر

یہودی مذہب اور تلمود کی کتاب میں بارہا آخر الزمان کی نجات بخشی کی طرف اشارہ ہوا ہے کہ ایک دن کوئی آئے گا اور دنیا کو نئی دنیا میں تبدیل کر دے گا۔ نیز انبیاء الٰہی نے بھی بار بار ان آخری دنوں کو جو ابھی تک رونما نہیں ہوئے ہیں، اُس دور کے عنوان سے یاد کیا ہے کہ جس میں یہودی قوم کی ملی عظمت اپنی بلندیوں کی انتہا کو پہنچ جائے گی۔ مستقبل کی یہ امید وقت کے ساتھ ساتھ نہ صرف شدت پکڑتی گئی بلکہ ایک حیرت انگیز خواب کی صورت اختیار کر گئی جسے آنے والے وقتوں میں پورا ہونا ہے۔ یہ درخشاں اور شاندار مستقبل "ماشیح" کی شخصیت کے اطراف گھومتا ہے جو خداوند کی جانب سے ایک تازہ اور حیرت انگیز دور کا آغاز کرنے کے لیے مامور ہوا ہے۔

اردو اور فارسی زبان میں استعمال کیا جانے والا لفظ "مسیحا" بھی عبرانی زبان کے لفظ "ماشیح" اور اس کے انگریزی تلفظ "Messiah" سے لیا گیا ہے۔ ماشیح عبرانی لفظ ہے جس کے معنی "رہائی بخشنے والا مسیحا" کے ہیں جس کی جڑیں عبرانی زبان کے لفظ "مشح" سے ملتی ہیں جس کے معنی "مقدس تیل سے پاک کرنا" کے ہیں۔ یہودی بھی قدیمی اقوام اور ملتوں کی طرح بادشاہوں اور کاھنوں کی نسل کے سروں پر تیل لگایا کرتے تھے جو ان کے مقام و منزلت کی نشانی ہوا کرتی تھی اور نیز اس چیز کی علامت ہوتی تھی کہ الٰہی روح ان کے اندر حلول کر چکی ہے۔ "ماشیح" لفظ کے معنی کا دائرہ آہستہ آہستہ وسعت پاتا گیا اور اس میں متفرق مفاھیم شامل ہونے لگے۔ "ماشیح" یہودی قوم کے تمام بادشاہوں یا پیغمبروں یا ہر اس شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کو خدا نے کسی خاص کام کی انجام دھی کے لیے مامور کیا ہو۔ یہ لفظ بالآخر ایک خاص معنی اختیار کر گیا اور ہر اس شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے جو خداوند کی جانب سے بھیجا گیا ہو اور خاص قداست کا حامل ہو۔

یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق مسیحا کا نام ان سات چیزوں میں سے ہے جو عالمِ ہستی سے پہلے خلق کی گئیں کیونکہ اس کے وجود کے لازمی ہونے کا خیال حتیٰ اس عالم کے خلق ہونے سے بھی پہلے خدا کے ذہن میں نقش ہو چکا تھا۔ یہی عقیدہ انجیل یوحنا میں مسیح کے بارے میں پایا جاتا ہے۔ مسیحا ایک آسمانی انسان اور معجزاتی مخلوق ہے جو اس جہان کی خلقت سے پہلے لافانی سے خدا باپ کے پاس موجود تھا۔ وہ آسمانوں میں ہے یہاں تک کہ اس کا زمین پر بھیجنے کا وقت نہ آجائے۔ اس کو ابنِ آدم بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ انسان کی صورت میں ظاہر ہوگا گرچہ اس کی فطرت خدا اور انسان کی ملاوٹ سے بنی ہوگی۔ وہ تاریخ میں خدا کا تجسم ہوگا۔ وہ حضرت داود علیہ السلام کی نسل سے بادشاہ ہوگا جو ایلیا نبی علیہ السلام کے ظہور کے بعد ظاہر ہوگا تاکہ یہودیوں بلکہ انسانیت کی تاریخ کی اصلاح کر سکے۔ وہ یہودیوں کے رنج اور محرومیت کا اختتام کرے گا اور ان کو رہائی بخشے گا۔ وہ جلا وطن پراکندہ یہودیوں کو اِکٹھا کر کے ان کو صیہون کی طرف واپس لوٹائے گا۔ وہ اسرائیلی قوم کے دشمنوں کو نابود کرے گا اور یروشلم (القدس) کو اپنے دار الخلافہ کے طور پر منتخب کرے گا۔

مذاہب میں نجات کا تصور

دنیا کے تمام ہی مذاہب کسی نہ کسی طرح معتقد ہیں کہ انسانیت جب بھی معنوی اور اخلاقی لحاظ سے انحطاط اور تباہی کا شکار ہو جائے گی اور انسان اور اس کے مبدأ ہستی کے درمیان فاصلہ حائل ہو جائے گا اور دنیا پر تاریکی، جہالت، غفلت اور ظلم و ستم کا بسیرا ہو جائے گا تو اس وقت ایک نجات دھندہ ظاہر ہوگا اور دنیا کو اس حالت سے نجات دلائے گا۔ تقریباً تمام ہی مذاہب میں ان حقایق کی طرف رمز و رموز کی صورت میں اشارہ ہوا ہے جو بقیہ تمام مذاہب کے اعتقادات کے ساتھ توافق اور ہم آہنگی بھی رکھتا ہے۔

یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق آخری نجات دھندہ مسیحا ہوگا جو مستقبل میں ایک درخشاں اور باعظمت حکومت کو تشکیل دے گا۔ یہودیوں کے زیادہ تر علماء کا نظریہ یہ ہے کہ مسیح دنیا کی فلاح و بہبود کے لیے ظہور کرے گا اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فعالیت انجام دے گا جو کہ روزِ ازل سے ہی خداوند کے ارادوں میں سے تھا۔) عالم ہستی کے وجود میں آنے سے قبل ۷ چیزیں خلق کی گئیں: توریت، توبہ، باغِ عدن (جنت)، جہنم، عرش بریں، بیت المقدس، مسیحا کا نام، گنجینہ از تلمود، ص ۳۵۲۔ (

عیسائیوں کے مطابق بھی آخری نجات دھندہ مسیح ہی ہوگا جس کی خلقت کے متعلق یہ نظریہ پایا جاتا ہے جہاں ابتدائے خلقت کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وجود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

"یہودیوں نے اعتراض کیا: تمہاری عمر تو ابھی پچاس سال بھی نہیں، تو پھر تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ تم نے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: میں تم کو سچ بتاتا ہوں، ابراہیم کی پیدائش سے بیشتر میں ہوں"۔) انجیل یوحنا، باب ۸،آیت ۵۷،۵۸۔ (

تمام یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق یہ نجات دھندہ بھی بقیہ انسانوں کی طرح ایک انسان ہوگا) یہود کے تمام علماء اس نکتے کے بارے میں متفق الرائے ہیں کہ مسیحا ایک انسان ہی ہوگا جو خدا کی طرف سے ایک خاص ذمہ داری کی انجام دھی کے لیے مامور ہوگا، گنجینہ از تلمود، ص ۳۵۲۔ (لیکن کیونکہ وہ خدا کے جبروت اور جلوے کا مظہر ہوگا پس وہ دنیا کو اپنے نور سے جو کہ در حقیقت خدا کے نور کا جلوہ ہوگا، منور کر دے گا: "آئندہ تجھے نہ دن کے وقت سورج، نہ رات کے وقت چاند کی ضرورت ہوگی کیونکہ رب ہی تیری ابدی روشنی ہوگا، تیرا خدا ہی تیرا آب وتاب ہوگا"۔) یسعیاہ نبی، باب ۶۰،آیت ۱۹۔ (

بعض کے مطابق یہ آخری نجات دھندہ یعنی مسیحا حضرت داود علیہ السلام کی ذات یا ان کی آل سے کوئی یا پھر کوئی دوسرا داود علیہ السلام ہوگا۔) کتاب ہوسیع، باب ۳، بند ۵/ کتاب زبور، باب ۱۸، بند ۵۰/ کتاب یرمیاہ، باب ۳۰، بند ۹۔ (لیکن عیسائیوں کے اعتقاد کے مطابق اور ان واضح اشاروں کی مدد سے جو عہد نامہ جدید (new testament) میں پائے جاتے ہیں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہی آخری نجات دھندہ ہوں گے جو دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور دنیا کو اس انتشار سے نجات دلائیں گے: "۔۔۔اور میں تم کہ بتاتا ہوں، تم مجھے اس وقت تک دوبارہ نہیں دیکھو گے جب تک تم نہ کہو کہ مبارک ہے وہ جو رب کے نام سے آتا ہے"۔) انجیل لوقا، باب ۱۳، بند ۳۵۔ (مسیح کے دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ: "۔۔۔نہ اسے پاتال میں چھوڑا گیا، نہ اس کا بدن گلنے سڑنے کی نوبت تک پہنچا۔ رب نے اسی عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کر دیا ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں"۔) رسولوں کے اعمال، باب ۲، بند ۳۱، ۳۲۔ (اور جس طرح مسیح ایک بار لوگوں کے گناہوں کو بخشوانے کے لیے قربانی دے چکے ہیں تاکہ لوگ نجات پا سکیں دوسری بار ان لوگوں کے لیے جو ان کے منتظر ہیں ظہور کریں گے اور ان کی نجات کا باعث بنیں گے۔ عبرانی رسالے، باب ۹، بند ۲۸۔ (

پس منجی موعود کی ذات کے بارے میں اختلاف نظر موجود ہے۔ بعض کے مطابق یہ منجی حضرت داود علیہ السلام ہوں گے اور بعض کے مطابق حضرت داود علیہ السلام کے خاندان سے کوئی فرد ہوگا اور بض لوگوں کا کہنا ہے کہ دنیا کے اختتام کے وقت خدا ایک دوسرے داود علیہ السلام کو لوگوں کی نجات کے لیے بھیجے گا۔ اس مسئلے میں اختلاف نظر

کے باوجود جو نقطہ حاملِ اہمیت ہے وہ یہ کہ دونوں ہی گروہ یعنی یہودی اور عیسائی ایک ایسے فرد کے منتظر ہیں کہ جو قدرت الٰہی سے بہرہ مند ہوگا اور دنیا کو نجات بخشے گا۔ "حبقوق نبی" (Habakkuk) میں بیان کیا گیا ہے کہ: "گو دیر بھی لگے تو صبر کر۔ کیونکہ آنے والا پہنچے گا۔ وہ دیر نہیں کرے گا۔") حبقوق نبی، باب ۲، بند ۳۔ ("یسعیاہ نبی" (Isaiah) میں بیان کیا گیا ہے کہ: "لیکن رب سے امید رکھنے والے نئی طاقت پائیں گے اور عقاب کی طرح پَر پھیلا کر بلندیوں تک اُڑیں گے۔ نہ وہ دوڑتے ہوئے تھکیں گے، نہ چلتے ہوئے نڈھال ہوں گے"۔) "یسعیاہ نبی، باب ۴۰، بند ۳۱۔ (دوسری جگہ ملتا ہے کہ: "مبارک ہیں وہ جو اس کے انتظار میں رہتے ہیں"۔) یسعیاہ نبی، باب ۳۰، بند ۱۸۔ (

خلاصہ یہ کہ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

۱. انسانیت کی نجات خدا کے توسط سے ایک الٰہی انسان کی صورت میں انجام پائے گی۔

۲. تمام لوگوں کو اس انسانیت کے منجی کا منتظر ہونا چاہیے۔

۳. منتظروں کا خدا کے نزدیک ایک بلند مقام ہے۔

بنا بر این یہ مکتب انتظار کہ جس کا تمام آسمانی مذاہب میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ایک مثبت فلسفہٗ ہے اور خدا کے افعال کے با ھدف ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ لیکن بقیہ مذاہب کا اسلام سے فرق اس چیز میں ہے کہ مسلمانوں میں انتظار ایک روحانی اور فکری عامل ہے اور حرکت آفرین ہے۔ اسلام کی نظر میں خدا کی خلقت کا ھدف اس کی شناخت اور بندگی ہے جسے عمل اور اطلاق کے مقام میں ایک اصطلاح میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے اور وہ معرفت امام عصر علیہ السلام ہے؛ اور صرف وہ شخص اس مرتبے پر فائض ہو سکتا ہے جو خلقت کے اس ھدف تک پہنچ چکا ہو۔

یہودیوں میں نجات دھندہ کا نظریہ

قوم عہد نامہ قدیم (یہودیوں) کے دلوں میں مسیح کے ظہور کے شوق کی آگ بھڑکانے اور اس کے لیے قیام کرنے کے لیے آمادہ کرنے میں انبیاء کی تعالیم تاثیر گزار رہی ہیں: "خدا اپنی قوم کو پریشانی اور ذلت کی حالت میں باقی نہیں چھوڑے گا، بلکہ جس کو خود اس نے مسح کیا ہو، لوگوں کی نجات کے لیے بھیجے گا"۔ کتاب "رسولوں کے اعمال" (Acts of the Apostles) سے معلوم پڑتا ہے کہ مسیح کے ظہور کی خواہش تین بنیادی محوروں کے گرد گھومتی ہے البتہ یہ تین محور بطور مشخص ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں:

۱. مسیح فرزند داود علیہ السلام

حزقیل (Ezekiel) اور ملاکی (Malachi) جیسے بعض نبیوں نے اعلان کیا تھا کہ خدا بہت جلد بنی اسرائیل کے شکوہ کو دور کرنے کے لیے حضرت واود علیہ السلام کی نسل سے ایک مسیح کو بھیجے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ مسیح قوم کو مشرک حاکموں سے نجات دلائے گا اور اس قلیل گروہ کے لیے کہ جس نے تنگی کے دور میں بھی خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت کی ہو گی، خدا کی شریعت کے اقتدار کو وسیع و عریض قرار دے گا۔ اس نئی سلطنت میں عدالت، ضرور تمندوں سے نیکی اور خدا کی صحیح اور خالصانہ پرستش حکم فرما ہو گی۔ خدا نیز مسیح کے ذریعے اپنی قوم پہ حکومت کرے گا۔ بعض نبیوں نے بشارت دی ہے کہ یہ حکومت صرف یہودیوں کے لیے نہیں ہو گی بلکہ دنیا کی تمام ملتیں اس سے فیض یاب ہوں گی۔ ایک یہودی مصنف نے حضرت داود علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں لکھا ہے کہ: ایک رائے عامہ موجود ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کے توسط سے جو رفاہ وآسایش کی حالت وجود میں آئے گی وہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے گی اور "ناتھن نبی" (Nathan) نے بھی اپنی پیشنگوئی میں تخت داود علیہ السلام کی جاودانگی کی تائید کی ہے۔) کتاب دوم شموئیل، باب ۷، بند ۱۳، ۱۶۔ (یہ عقیدہ اس حد تک قطعی تھا کہ خود حضرت داود علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی بشارت دی تھی۔) کتاب اول بادشاہ، باب ۲، بند ۴۔ (

۲. مسیح بندہ خدا

یسعیاہ نبی نے اس "بندہ خدا" کے بارے میں کہ جو ظہور کرے گا کچھ یوں بیان کیا ہے کہ: وہ ہر طرح کے ظاہری شان و شوکت اور اثر ورسوخ اور فوجی اور اقتصادی قدرت کے بغیر ظاہر ہو گا۔ اس حال میں کہ وہ ارادہ خدا پر مکمل ایمان رکھتا ہو گا اور اس کے سامنے سر تسلیم خم ہو گا۔ ہر طرح کے شدتِ عمل کا مخالف ہو گا۔ درد اور ستم کو برداشت کرنے کے لیے صبر اور بردباری رکھتا ہو گا۔ اپنی قوم کے گناہوں کے وزن کا بوجھ اٹھائے گا اور ان کی نجات کا وسیلہ فراہم کرے گا۔

۳. مسیح ابن آدم

اس پیچیدہ شخصیت کے بارے میں "دانیال نبی" (Daniel) کی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چونکہ ادبی مکاشفوں کی صورت میں لکھی گئی ہے لہٰذا اس طرز کی تحریر کی تفہیم بہت دشوار کام ہے کیونکہ اس

میں ناآشنا اشکال اور پیچیدہ رموز پائے جاتے ہیں۔ مکاشفوں کی یہ ادبیات یہودیوں کی تاریخ کے اس دورانیے سے تعلق رکھتی ہے کہ جب یہ قوم ظلم و ستم کے سائے تلے رہ رہی تھی اور اسی دلیل کی بنا پر اپنی امیدوں اور آرزوؤں کو اشاروں اور رموز کے قالب میں بیان کرتی تھی۔ اس تحریر میں "خدا کے دن" (The Day of the Lord) کے بارے میں بات کی جاتی ہے کہ جب خدا مفاسد کی اصلاح اور اشرار کو سزا دینے اور ان لوگوں کو رہائی بخشنے کے لیے کہ جو اپنے ایمان پر استوار رہے ہیں نجات دھندہ کو دنیا میں بھیجے گا۔ مکاشفاتی ادبیات کے مطابق اس "خدا کے دن" کے پہنچنے کی نشانی یہ ہو گی کہ اس دن ابن آدم آسمان سے نزول کرے گا اور خدا کی حکومت کو قائم کرے گا۔) عبرانی رسالے، باب ۲، بند ۱۶، ۱۷۔ (اور) کلام مسیحی، ص ۳۷، ۳۸۔ ("سفر پیدائش" میں ایسے بیان ہوا ہے کہ: "وہاں رب ابرام (Abraham) پر ظاہر ہوا اور کہا: میں تیری اولاد کو یہ ملک دوں گا۔ اس لیے اس نے وہاں رب کی تعظیم میں قربان گاہ بنائی جہاں وہ اس پر ظاہر ہوا تھا۔۔۔ جو بھی زمین تجھے نظر آئے اسے میں تجھے اور تیری اولاد کو ہمیشہ کے لیے دیتا ہوں۔۔۔ رب نے اسے باہر لے جا کر کہا: آسمان کی طرف دیکھ اور ستاروں کو گننے کی کوشش کر۔ تیری اولاد اتنی ہی بے شمار ہو گی۔۔۔ پھر رب نے اس سے کہا: میں رب ہوں جو تجھے کسدیوں کے اُور (عراق) سے یہاں لے آیا تاکہ تجھے یہ ملک میراث میں دوں"۔) سفر پیدائش، باب ۱۲، بند ۷/ باب ۱۳، بند ۱۵/ باب ۱۵، بند ۵، ۷۔ (

"اب سے تو ابرام یعنی عظیم باپ نہیں کہلائے گا بلکہ تیرا نام ابراہیم یعنی قوموں کا باپ ہو گا۔ کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ بنا دیا ہے۔ میں تجھے بہت ہی زیادہ اولاد بخش دوں گا، اتنی کہ قومیں بنیں گی۔ تجھ سے بادشاہ بھی نکلیں گے۔ میں اپنا عہد تیرے اور تیری اولاد کے ساتھ نسل در نسل قائم کروں گا۔ ایک ابدی عہد جس کے مطابق میں تیرا اور تیری اولاد کا خدا ہوں۔۔۔ میں اسماعیل کے سلسلے میں بھی تیری درخواست پوری کروں گا۔ میں اسے بھی برکت دے کر پھلنے پھُولنے دوں گا اور اس کی اولاد بہت ہی زیادہ بڑھا دوں گا۔ وہ بارہ رئیسوں کا باپ ہو گا اور میں اس کی معرفت ایک بڑی قوم بناؤں گا۔۔۔ ابراہیم سے ایک بڑی اور طاقتور قوم نکلے گی اور اسی سے میں دنیا کی تمام قوموں کو برکت دوں گا") سفر پیدائش، باب ۱۷، بند ۵، ۶، ۷/ سفر پیدائش، باب ۱۸، بند ۱۸۔ (

کتاب "یسعیاہ نبی" میں ملتا ہے کہ: "یسی "یسیٰ قوی امکان کی بنا پر حضرت داود علیہ السلام کے والد کا نام ہے" قاموس کتاب مقدس، ص ۹۵۱۔ (کے ٹڈھ میں کونپل پھوٹ نکلے گی، اور اس کی بچی ہوئی جڑوں سے شاخ نکل

کر پھل لائے گی۔رب کی روح اس پر ٹھہرے گی۔۔۔انصاف سے بے بسوں کی عدالت کرے گااور غیر جانبداری سے ملک کے مصیبت زدوں کا فیصلہ کرے گا۔۔۔ میرے تمام مقدس پہاڑ پر نہ غلط اور نہ تباہ کن کام کیا جائے گا کیونکہ ملک رب کے عرفان سے یوں معمور ہوگا جس طرح سمندر پانی سے بھرا رہتا ہے"۔) یسعیاہ نبی، باب ۱۱، بند ۱، ۲، ۴، ۹۔ ("میں یعقوب اور یہوداہ (Judah) کو ایسی اولاد بخش دوں گا جو میرے پہاڑوں کو میراث میں پائے گی۔ تب پہاڑ میرے برگذیدوں کی ملکیت ہوں گے اور میرے خادم ان پر بسیں گے۔۔۔لیکن تم جو رب کو ترک کر کے میرے مقدس پہاڑ کو بھول گئے ہو، خبردار! گو اس وقت تم خوش قسمتی کے دیوتاجد کے لیے میز بچھاتے اور تقدیر کے دیوتا منات کے لیے مے کا برتن بھر دیتے ہو، لیکن تمہاری تقدیر اور ہے۔ میں نے تمہارے لیے تلوار کی تقدیر مقرر کی ہے۔ تم سب کو قصائی کے سامنے جھکنا پڑے گا۔۔۔میں یروشلم کو شادمانی کا باعث اوراس کے باشندوں کو خوشی کا سبب بناو ﷺ ں گا۔ میں خود بھی یروشلم کی خوشی مناو ﷺ ں گا اور اپنی قوم سے لطف اندوز ہوں گا۔آئندہ اس میں رونا اور واویلا سنائی نہیں دے گا"۔) یسعیاہ نبی، باب ۶۵، بند ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۸، ۱۹۔ (

"دانیال نبی" کی کتاب میں لکھا ہے کہ: "اس وقت فرشتوں کا عظیم سردار میکائیل علیہ السلام اٹھ کھڑا ہوگا۔۔تب خاک میں سوئے ہوئے متعدد لوگ جاگ اٹھیں گے۔۔۔اور جو بھٹکوں کو راہ راست پر لائے ہیں وہ ہمیشہ تک ستاروں کی طرح جگمگائیں گے۔ لیکن تو اے دانیال ان باتوں کو چھپائے رکھ! اس کتاب پر آخری وقت تک مہر لگادے! بہت لوگ اِدھر اُدھر گھومتے پھریں گے۔۔۔مبارک ہے وہ جو صبر کرے گا! ") دانیال نبی، باب ۱۲، بند ۱، ۲، ۳، ۴، ۱۲۔ (اور "حبقوق نبی" کی کتاب میں آیا ہے کہ: "گو دیر بھی لگے تو بھی صبر کر۔ کیونکہ آنے والا پہنچے گا وہ دیر نہیں کرے گا") حبقوق نبی، باب ۲، بند ۳۔ (

حضرت داود علیہ السلام کی زبور میں بھی منجی موعود کے ظہور کے بارے میں بشارتیں دی گئی ہیں حتیٰ یہاں تک کہا جا سکتاہے کہ زبور کے ہر حصے میں آنحضرت علیہ السلام کے ظہور کی طرف اشارہ اور صالح افراد کی شریروں پر فتح کی خوشخبری اور ایک عالمی حکومت کی تشکیل وغیرہ جیسے موضوعات پائے جاتے ہیں۔ حیران کن طور پر حتیٰ وہ مطالب جو قرآن کریم نے نجات دھندہ کے ظہور کے متعلق زبور سے نقل کیے ہیں حتیٰ وہ بھی حالیہ زبور میں لفظ بہ لفظ موجود ہیں اور تحریف سے بچے رہے ہیں۔ قرآن کریم یوں فرماتا ہے: "ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر انّ الارض یرثھا عبادی الصالحون"۔) قرآن کریم، سورہ انبیاء، آیت ۱۰۵ (اور ہم نے زبور میں ذکر کے

بعد لکھ دیا ہے زمین کے وارث صالح بندے ہوں گے۔ متواتر شیعہ و سنی اسلامی روایات کے مطابق یہ آیت حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے متعلق ہے۔) بحار الانوار، ج۵۱، ص۴۷/ تفسیر قمی/ تفسیر الکبیر۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں دینی پیشوا کی مہدی موعود سے تفسیر کی گئی ہے اور کئی حدیثوں میں آنحضرت کی مشخصات بیان کی گئی ہیں جسے ہم یہاں ذکر کرنے سے قاصر ہیں۔ (قرآن کریم نے یہ موضوع زبور سے نقل کیا ہے اور یہی عبارت بالکل ایسے ہی زبور میں بھی موجود ہے۔زبور کے متن میں آیا ہے کہ: "کیونکہ شریر مٹ جائیں گے جبکہ رب سے امید رکھنے والے ملک کو میراث میں پائیں گے۔ مزید تھوڑی دیر صبر کر تو بے دین کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ تو ان کی کھوج لگائے گا لیکن کہیں نہیں پائے گا۔ لیکن حلیم ملک کو میراث میں پا کر بڑے امن اور سکون سے لطف اندوز ہوں گے۔۔۔ کیونکہ بے دینوں کا بازو ٹوٹ جائے گا جبکہ راست بازوں کو رب سنبھالتا ہے رب بے الزاموں کے دن جانتا ہے اور ان کی موروثی ملکیت ہمیشہ کے لیے قائم رہے گی"۔) کتاب زبور، باب ۳۷، بند ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۷، ۱۸۔ (

دوسری جگہ آیا ہے: "وہ انصاف سے قوموں کی عدالت کرے گا۔ آسمان خوش ہو، زمین جشن منائے! سمندر اور جو کچھ اس میں ہے خوشی سے گرج اُٹھے۔ میدان اور جو کچھ اس میں ہے باغ باغ ہو۔ پھر جنگل کے درخت شادیانہ بجائیں گے کیونکہ وہ آرہا ہے۔ وہ دنیا کی عدالت کرنے آرہا ہے۔ وہ انصاف سے دنیا کی عدالت کرے گا اور اپنی صداقت سے اقوام کا فیصلہ کرے گا"۔) کتاب زبور، باب ۹۶، بند ۱۳، ۱۴، ۱۵۔ (

عیسائیوں میں نجات دھندہ کا نظریہ

معتبر اناجیل میں نجات دھندہ کے بارے میں کچھ اس صورت میں بشارتیں دی گئی ہیں: "جس طرح بادل کی بجلی مشرق میں کڑک کر مغرب تک چمکتی ہے اسی طرح ابن آدم کی آمد بھی ہو گی۔۔۔ اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر نظر آئے گا۔ تب دنیا کی تمام قومیں ماتم کریں گی۔ وہ ابن آدم کو بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر اترتی ہوئی دیکھیں گی۔۔۔ آسمان اور زمین تو جاتے رہیں گے لیکن میری باتیں تو ہمیشہ تک قائم رہیں گی۔ لیکن کسی کو بھی علم نہیں کہ یہ کس دن یا کون سی گھڑی رونما ہو گا۔ آسمان کے فرشتوں اور فرزند کو بھی علم نہیں بلکہ صرف باپ کو۔۔۔ تم بھی تیار رہو کیونکہ ابن آدم ایسے وقت آئے گا جب تم اس کی توقع نہیں کرو گے") انجیل متی، باب ۲۴، بند ۲۷، ۳۰، ۳۵، ۳۶، ۴۴۔ (

"جب ابن آدم اپنے جلال کے ساتھ آئے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہوں گے تو وہ اپنے جلالی تخت پر

بیٹھ جائے گا۔ تب تمام قومیں اس کے سامنے جمع کی جائیں گی اور جس طرح چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے الگ کرتا ہے اسی طرح وہ لوگوں کو ایک دوسرے سے الگ کرے گا") نجیل متی، باب ۲۵، بند ۳۱، ۳۲۔ (

"اس وقت لوگ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتے ہوئے دیکھیں گے۔ اور وہ اپنے فرشتوں کو بھیج دے گا تاکہ اس کے چُنے ہوؤں کو چاروں طرف سے جمع کریں، دنیا کے کونے کونے سے آسمان کی انتہا تک اکٹھا کریں۔۔۔ لیکن کسی کو بھی علم نہیں کہ یہ کس دن یا کون سی گھڑی رونما ہوگا۔ آسمان کے فرشتوں اور فرزند کو بھی علم نہیں بلکہ صرف باپ کو"۔) انجیل مرقس، باب ۱۳، بند ۲۶، ۲۷، ۳۱، ۳۲۔ (

"خدمت کے لیے تیار کھڑے رہو اور اس پر دھیان دو کہ تمہارے چراغ جلتے رہیں۔ یعنی ایسے نوکروں کی مانند جن کا مالک واپس آنے والا ہے اور وہ اس کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ جوں ہی وہ آکر دستک دے وہ دروازے کو کھول دیں گے۔ وہ نوکر مبارک ہیں جنہیں مالک آکر جاگتے ہوئے اور چوکس پائے گا۔۔۔ تم بھی تیار رہو کیونکہ ابن آدم ایسے وقت آئے گا جب تم اس کی توقع نہیں کرو گے") انجیل لوقا، باب ۱۲، بند ۳۵، ۳۶۔ (

انجیل یوحنا میں نجات دھندہ اور موعود آخر الزمان کے بارے میں بہت دلچسپ پیشنگویاں پائی جاتی ہیں۔ امریکی مبلغ مسٹر ھاکس کی کتاب قاموس کتاب مقدس کے مطابق انجیل اور اس کے ضمنوں (عہد نامہ جدید) میں "ابن آدم" کا لفظ ۸۰ بار تکرار ہوا ہے جس میں سے صرف ۳۰ مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پر تطبیق کرتا ہے) قاموس کتاب مقدس، ص۲۱۹۔ (اور باقی ۵۰ مواقع پر دورِ آخر الزمان کے اس نجات دھندہ کی بات کرتا ہے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کے ہمراہ آئیں گے اور اس کی تسبیح کریں گے۔ البتہ اس کے ظہور کی گھڑی اور دن کے بارے میں خدا کے علاوہ کسی کو اطلاع نہیں۔

کتاب مقدس سے یوں اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص کہ جس کے سب منتظر ہوں گے انسانی معاشرے کی اصلاح اور عالمی حکومت کی تشکیل کے لیے نجات دھندہ اور منجی کے عنوان سے ظہور کرے گا۔ دنیا کی تمام ملتیں اور دنیا کے تمام لوگ اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ماتحت رہیں گے اور وہ دنیا کا حاکم بنے گا اور اس پر حکومت کرے گا۔

وہ خود سے کوئی کلام نہیں کرے گا اور اپنی ہوائے نفس سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ اس نے خدا اور اس کے پیغمبروں سے سن رکھا ہوگا اس کے مطابق بات کرے گا۔ وہ جب ظہور کرے گا تو لوگوں کو نیکیوں کی

طرف ہدایت کرے گا۔ وہ لوگوں کو بھی عدالت کا پابند کرے گا اور خود بھی عدالت سے کام لے گا۔ اس کی آمد سے پہلے دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اور ظالموں اور ستمگاروں نے دنیا کا احاطہ کیا ہوا ہوگا۔

جب وہ ظہور کرے گا تو اضداد ایک دوسرے کے ساتھ امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کریں گے یہاں تک کہ وحشی درندے اور حیوانات بھی پالتو جانوروں کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ دنیا کی طاقتور ترین قدرتوں کو کچل دے گا اور شریروں کو مکمل طور پر نیست ونابود کر دے گا۔ یہاں تک کہ ان کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا۔ اس کے ظہور کے بعد صالح اور صدیق اور حلیم افراد زمین کے وارث قرار پائیں گے اور دنیا میں جو کچھ ہوگا ان کا ہو جائے گا۔

پس سب کو اس کا منتظر ہونا چاہیے کیونکہ اس کے ظہور کا وقت معین نہیں ہے یہاں تک کہ آسمان کے ملائکہ بھی ظہور کے وقت کا علم نہیں رکھتے اور خدا کے علاوہ کسی کو اس کے آنے کی اطلاع نہیں ہے۔ بنابرایں سب کو بیدار رہنا ہوگا اور اس کے پہنچنے کا منتظر رہنا ہوگا۔ پھر تمام چیزیں اس کے اختیار میں قرار پائیں گی اور وہ آسمان کے بادلوں سے قوت اور جلال کے ساتھ آئے گا۔ وہ دنیا کو خدا کی معرفت سے پر کر دے گا اور دنیا کے تمام لوگ خداشناس ہو جائیں گے۔

یہودی مذہب میں ظہور کے وقت کی پیشنگوئی

جس وقت گزری ہوئی قومیں اپنے تاریک ماضی میں اپنے سنہری دور کو تلاش کرنے کی کوشش کرتی تھیں تو یہ یہودی قوم ہی تھی جو اسے مستقبل پر سونپتی تھی۔ اگر دوسرے الفاظ میں کہنا چاہیں تو جس وقت دوسری قومیں اپنی موجودہ حالت سے ناامید اور نارضایتی کی صورت میں اپنے مستقبل سے بے توجہ ہو کر صرف اپنے ماضی پر ہی فخر کیا کرتی تھیں اور اسی کو اپنا اجتماعی کمال سمجھتی تھیں تو یہ یہودی ہی تھے جو اپنی کامیابی اور فضیلت کو ماضی میں نہیں بلکہ مستقبل میں ڈھونڈتے تھے۔

کتاب مقدس کی یہ عبارت ہمیشہ سے ہی یہودیوں کے درمیان رائج رہی ہے کہ: "تیرا مستقبل نہایت عظیم ہوگا، خواہ تیری ابتدائی حالت کتنی پست کیوں نہ ہو" (ایوب نبی، باب ۸، بند ۷) ۔۔ پس شہر بیت المقدس کی پہلی ویرانی کے بعد سے ہی یہودی ایک فاتح الٰہی رہبر کے انتظار میں رہے ہیں جو خدا کی اس قوم کی کھوئی ہوئی شان و شوکت اور اقتدار کو حضرت داود علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے جیسے درخشاں دور میں تبدیل کر دے گا۔ اور اس شخصیت کو جس کے وہ منتظر ہیں مسیحا پکارتے ہیں۔

اگرچہ توریت میں وہ عبارتیں نہیں پائی جاتیں کہ جو آخر الزمان یا نجات دھندہ کے ظہور کے وقت کی طرف اشارہ کرتی ہوں، لیکن عہد نامہ قدیم کی دیگر کتابوں میں آخر الزمان اور نجات دھندہ کے ظہور کے وقت کے بارے میں پیشنگویاں پائی جاتی ہیں۔

پہلے نبی کہ جنہوں نے اپنی پیشنگویوں کو کتابت کی صورت میں بیان کیا "عاموس نبی" (Amos) تھے۔ عاموس نبی "خدا کے دن" کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: "وہ ایسا دن ہوگا کہ جس دن خدا کا انتقام بنی اسرائیل پر نازل ہوگا اور انہیں ان کے گناہوں کی سزا ملے گی: ان پر افسوس جو کہتے ہیں کاش رب کا دن آ جائے! تمہارے لیے رب کے دن کا کیا فائدہ ہوگا؟ وہ تو تمہارے لیے روشنی کا نہیں بلکہ تاریکی کا باعث ہوگا"۔ (عاموس نبی، باب ۵، بند ۱۸۔)

البتہ عاموس نبی کی یہ پیشنگویاں حوصلہ افزا الفاظ پر اختتام پزیر ہوتی ہیں: "اس دن میں داود علیہ السلام کے گرے ہوئے گھر کو نئے سرے سے کھڑا کروں گا۔ میں اس کے رخنوں کو بند اور اس کے کھنڈرات کو بحال کروں گا۔ میں سب کچھ یوں تعمیر کروں گا جس طرح قدیم زمانے میں تھا۔۔۔اس وقت میں اپنی قوم اسرائیل کو بحال کروں گا"۔ (عاموس نبی، باب ۹، بند ۱۱، ۱۴۔)

"یسعیاہ نبی" نے حضرت داود علیہ السلام کی نسل سے ایک بادشاہ کے ظہور کرنے کے بارے میں سب سے اہم بشارتیں دی ہیں: "یسیٰ کے مُڈھ سے کونپل پھوٹ نکلے گی اور اس کی بچی ہوئی جڑوں سے شاخ نکل کر پھل لائے گی۔ رب کی روح اس پر ٹھہرے گی۔۔۔اپنے کلام کی لاٹھی سے وہ زمین کو مارے گا اور اپنے منہ کی پھونک سے بے دین کو ہلاک کرے گا۔۔۔ بھیڑیا اس وقت بھیڑ کے بچے کے پاس ٹھہرے گا اور چیتا بھیڑ کے بچے کے پاس آرام کرے گا۔ بچھڑا، جوان ببر شیر اور موٹا تازہ بیل مل کر رہیں گے اور چھوٹا بچہ انہیں ہانک کر سنبھالے گا"۔ (یسعیاہ نبی، باب ۱۱، بند ۱، ۳، ۶۔)

البتہ واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا کہ اس نجات دھندہ کا ظہور کب ہوگا۔ ہمیں اس نجات دھندہ کے ظہور کے بارے میں عہد نامہ قدیم میں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ ظہور کی نشانیوں کے متعلق ہے کہ جس میں سے بعض نشانیاں ظہور سے پہلے کے حالات اور درد و رنج کے دور سے مطابقت رکھتی ہیں اور بقیہ نشانیاں ظہور کے بعد کے سنہری دور سے مربوط ہیں اور کسی بھی روایت میں ظہور کے لیے کوئی خاص وقت معین نہیں کیا گیا ہے۔

تلمود میں یہودی دانشمندوں کے ذریعے مسیحا کے بارے میں کچھ حساب کتاب بیان کیا گیا ہے لیکن ان

پیشنگویوں کے مطابق اس حساب شدہ وقت میں ظہور واقع نہیں ہوا۔اور دوسری طرف علمائے یہود کی اکثریت نے مسیحا کے ظہور کی تاریخ کے بارے میں حساب کتاب کرنے سے سختی سے منع کیا ہے کیونکہ ان کے پوری نہ ہونے کی صورت میں لوگوں میں یاس اور ناامیدی رواج پا جاتی ہے۔اور کتاب مقدس کی اس آیت کے مطابق کہ: "گو دیر بھی لگے تو صبر کر کیونکہ آنے والا پہنچے گا وہ دیر نہیں کرے گا" (حبقوق نبی، باب ۲، بند ۳۔) ظہور کا وقت مشخص نہیں ہے۔

تلمود (Talmud) کے بعض حصوں میں حتیٰ یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ ظہور کا وقت معین نہیں ہے اور لوگوں کے اعمال کی بنا پر اس میں رد و بدل بھی ہو سکتا ہے۔ان حصوں کا مضمون یہ ہے کہ ظہور کے لیے جو وقت موردِ نظر تھا وہ گزر چکا ہے اور اب ظہور کا دار و مدار لوگوں کی توبہ اور ان کے نیک اعمال پر ہے۔

مختلف ادوار میں یہودیوں کے درمیان ایسے لوگ رہے ہیں جو پورے یقین کے ساتھ ظہور کے جلد وقوع پزیر ہونے کے بارے میں عندیہ دیتے تھے اور بے صبری سے اس دن اور اس گھڑی کا انتظار کرتے تھے اور اس معین کردہ وقت کے بارے میں پیشنگویاں کرتے تھے۔ لیکن جب ایک کے بعد ایک یہ پیشنگویاں ناکام ہونے لگیں اور تمام شکنجوں اور سختیوں اور آزار کی شدت کو برداشت کرنے کے باوجود بھی ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا تو یہودی ربیوں اور علماء نے اس باب میں کسی بھی قسم کی پیشنگوئی کرنے کی سختی سے ممانعت کر دی۔ وہ اس عمل کی مذمت کرتے تھے اور اسے غلط سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ظلم و جور کی حکومت کا زوال اور "حکومت داؤدی علیہ السلام" کی پلٹ اسرار الٰہی میں سے ایک ہے اور کسی کو بھی اس کی آگاھی حاصل نہیں ہے۔

ربانی روایات کے اندر مکاشفوں اور پیشنگویوں کی اصالت کی تکذیب کرنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ان مکاشوں اور پیشنگویوں کے عمل پزیر نہ ہونے کی صورت میں معاشرے کے اندر ایک طرح کی نا امیدی کے احساس نے رواج پا لیا تھا۔ اسی طرح کا امیدوں کے ٹوٹنے کا واقعہ برکوخبا (Barkokhba) کے قیام کے دوران ربی عقیوا (Rabbi Akiva) اور ربی یوحنا بن تورتا (Rabbi Johanan ben Torta) کے درمیان ہونے والے مکاشفے میں پایا جاتا ہے جب عقیوا برکوخبا کو بادشاہ اور مسیحا کہہ کر خطاب کرتا تھا تو یوحنا نے عقیوا کو مخاطب کر کے یہ جملہ کہا تھا: "عقیوا تمہاری ہڈیوں سے بھی گھانس اُگ آئے گی لیکن وہ (مسیحا) نہیں آئے گا"۔ (آشنائی با ادیان بزرگ، ص ۲۱۴، ۲۱۶۔)

عیسائی مذہب میں ظہور کے وقت کی پیشنگوئی

عیسائی مذہب کے وجود میں آنے کی وجہ ہی یہودی مذہب میں پائے جانے والا مسیحا کے انتظار کا عقیدہ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے لوگوں کے درمیان سے پردے میں جانے کے بعد سے ہی عیسائی مسلسل ان کے لَوٹنے کے منتظر رہے ہیں۔ عیسائی شروع سے ہی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت جلد اپنی تمام تر شان و شوکت کے ساتھ واپس لوٹ آئیں گے اور اسی وجہ سے وہ بے صبری سے ان کا انتظار کر رہے ہیں۔

گرچہ وقت کے ساتھ ساتھ عیسائیوں کی اکثریت کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ مسیح کا ظہور نزدیک نہیں ہے لیکن پھر بھی ان میں سے ایک قلیل گروہ اس بات پر قائم تھا کہ مسیح بہت جلد ظاہر ہوں گے۔ پس اس شدید دلچسپی کی وجہ سے جو اس گروہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پلٹنے کی تھی، یہ لوگ فریب کا شکار ہو گئے اور اس روداد کے رونما ہونے کے لیے تاریخوں کی پیشنگوئیاں کرنے لگے۔ اور جب یہ پیشنگوئیاں بھی دیگر مذاہب میں کی جانے والی پیشنگوئیوں کی طرح ناکام ہونے لگیں تو نتیجے میں ان کے بھی مذہبی رہنماؤں نے انہیں اس کام سے روک دیا۔

انجیل اور عہد نامہ جدید سے جو چیز ہمارے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ ظہور کا وقت ابھی معین نہیں ہے اور مسیح کی واپسی ناگہانی ہو گی لہٰذا ہمیں ہر وقت اس کے لیے آمادہ رہنا ہو گا اور مسیح کا منتظر رہنا ہو گا۔ انجیل مرقس (Mark) میں مسیح کے ظہور کے وقت کے بارے میں یوں ملتا ہے کہ: "لیکن کسی کو بھی علم نہیں کہ یہ کس دن یا کون سی گھڑی رونما ہو گا۔ آسمان کے فرشتوں اور فرزند کو بھی علم نہیں بلکہ صرف باپ کو۔ چنانچہ خبردار اور چوکنے رہو! کیونکہ تم کو نہیں معلوم کہ یہ وقت کب آئے گا۔۔۔ تم بھی اس طرح چوکس رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ گھر کا مالک کب واپس آئے گا، شام کو، رات کو، مرغ کے بانگ دیتے یا پھو پھٹتے وقت"۔ (انجیل مرقس، باب ۱۳، بند ۳۲۔)

لیوک (Luke) نے اپنی انجیل میں مسیح کے ظہور کے وقت کو ناگہانی اور نامعلوم بیان کیا ہے۔ اور وہ منتظروں سے چاہتے تھے کہ وہ ہمیشہ آمادہ رہیں: "تم بھی تیار رہو کیونکہ ابن آدم ایسے وقت آئے گا جب تم اس کی توقع نہیں کرو گے"۔ انجیل متیٰ (Matthew) میں بھی اسی عبارت سے ملتی جلتی تعبیر استعمال کی گئی ہے: "تم بھی تیار رہو کیونکہ ابن آدم ایسے وقت آئے گا جب تم اس کی توقع نہیں کرو گے"۔ (انجیل متی، باب ۲۴، بند ۴۴۔)

پس اناجیل میں مسیح کے ظہور کے وقت سے مربوط رونما ہونے والی نشانیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا

جا سکتا ہے: ظہور سے پہلے کی نشانیاں اور ظہور کے بعد کے سنہری دور کی نشانیاں۔ مسیح کی رجعت سے پہلے جو واقعات رونما ہوں گے ان میں جنگیں، زلزلے، قحط وغیرہ شامل ہیں اور مسیح کے ظہور کے بعد کی نشانیوں میں ایک مثالی معاشرے کا قیام ہے۔ لیکن اناجیل میں کسی بھی مقام پر مسیح کے پلٹنے کے معین شدہ وقت کی طرف اشارہ نہیں ہوا ہے اور ان میں جو چیز پائی جاتی ہے وہ وہ پیشنگوییاں ہیں جو ظہور سے پہلے اور بعد کے حالات اور واقعات کو بیان کرتی ہیں۔

یہودیوں کے نزدیک ظہور کی نشانیاں

یہودیوں نے اپنی کتب میں اس مصلح کے جس کے وہ منتظر ہیں کچھ علائم اور نشانیاں ذکر کی ہیں جن میں سے کچھ ہم نمونے کے طور پر یہاں بیان کریں گے:

۱. بنی اسرائیل کی ساری دس نسلیں متحد ہو جائیں گی اور بیتِ داود علیہ السلام کی واحد حکومت کے مقابل خضوع اختیار کریں گی۔
۲. یاجوج اور ماجوج شکست سے دوچار ہو جائیں گے۔
۳. زیتون کے پہاڑ پر شگاف آجائے گا۔
۴. وادیِ مصر خشک ہو جائے گی۔
۵. یروشلم اور بیت المقدس سے پانی کے چشمے پھوٹیں گے۔
۶. دنیا کی مختلف قوموں سے دس افراد ایک یہودی کے لباس کے ساتھ چپک جائیں گے اور اس سے التماس کریں گے کہ اسی کے ہمراہ رہیں گے کیونکہ انہوں نے سن رکھا ہے کہ خدا یہود کے ساتھ ہے۔
۷. زمین پر شریر نابود ہو جائیں گے۔

یہودیوں کا نظریہ ہے کہ مسیح نہیں آئے گا مگر یہ کہ جنہوں نے بنی اسرائیل کے خلاف خروج کیا تھا نابود نہ ہو جائیں۔ اسی زاویے سے ہر یہودی پر واجب ہے کہ تا حدِ امکان کوشش کرے کہ باقی ملتوں سے کسی چیز میں اشتراک نہ رکھتا ہو تاکہ ساری قدرت اور حکومت پر صرف یہود کا اختیار ہو۔ اور یہود کے دیگر امتوں پر حاکم ہونے سے قبل ایک جنگ برپا ہوگی جس میں دنیا کی ایک تہائی آبادی نابود ہو جائے گی۔ یہود کو سات سال لگیں اس اسلحہ کو جلانے میں جو انہوں نے جنگوں میں فتح پا کر حاصل کیا ہوگا۔ اُن دنوں میں یہود دولت اور سرمایہ

داری کے بلند ترین مرتبے پر فائض ہو گا اور دنیا کے تمام اموال کا مالک ہو گا۔ جلد ہی ان کے گھر خزانوں سے پُر ہو جائیں گے جن کی چابیاں اُٹھانے کے لیے تین سو خچروں کی ضرورت پڑے گی۔ اور یہ وہ وقت ہو گا جب لوگ جوق در جوق یہودیوں میں داخل ہونا شروع ہوں گے اور ان کے مذہب کا استقبال کریں گے، سوائے عیسائیوں کے جو کہ ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ وہ شیطان کی نسل سے ہیں۔ (البرھان، ج۱، ص۲۸/ قصة الدیانات، ص۶۷ ۳/زندگی خاتم الاوصیاء امام مہدی علیہ السلام، ص۲۴۱، ۲۴۲۔)

تلمود کی تعلیمات میں اس یہودی مصلح کے ظہور کی نشانیاں کچھ یوں بیان کی گئی ہیں: "ہر یہودی پر واجب ہے کہ وہ دنیا کی حکومت کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی کوشش کرے اور بقیہ امتیں خواری اور ذلالت کی حالت میں زندگی بسر کریں۔ اور آخری سلطنت سے پہلے ایک جنگ برپا ہونی ہے اور دنیا کی دو تہائی آبادی کو ختم ہو جانا ہے۔ یہود سات سال تک باقی رہیں گے اور وہ اسلحہ جو ان کے ہاتھ آیا ہو گا اسے جلائیں گے۔ اس دوران بنی اسرائیل کے دشمنوں کے دانت ۲۲ بالش کے برابر ہو جائیں گے اور ان کے منہ سے باہر کو آئیں گے"۔

اس دور میں یہود کا کام ہی دوسری امتوں سے جنگ کرنا ہو گا اور بہت جلد حقیقی مسیح ظاہر ہو گا اور جو شخص اس کا منتظر ہو گا وہی کامیاب ہو گا۔ یہودی امت دولت اور سرمایہ داری کی اوج کو پہنچ جائے گی؛ کیونکہ وہ دنیا کی تمام املاک کے مالک ہو جائیں گے؛ اس طرح سے کہ ان خزانوں کی چابیوں کو حمل کرنے کے لیے کم سے کم تین سو خچروں کی ضرورت ہو گی۔ (اسرائیل اور تلمود، ص۶۰۔)

جو مطالب بیان کیے گئے ہیں ان کی مدد سے واضح ہوتا ہے کہ اصلِ ظہورِ منجی عالم دین یہود کے پیروکاروں کے لیے ثابت اور مسلم ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی دوسرے ادیان خصوصاً عیسائیوں کی نسبت اِن کے بغض اور کینے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہودیوں کی آرزو ہے کہ موعود منتظر کے ظہور کے وسیلے سے تمام انسانیت پر مسلط ہو جائیں اور دنیا کی تمام ملتیں اور اقوام ان کے سامنے سر تسلیم خم ہو جائیں اور ان کے استعمار کے تحت آ جائیں۔ البتہ اس نکتے کی طرف توجہ ضروری ہے کہ اس عالمی منجی کے لیے یہودی نژاد ہونا ضروری نہیں ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک ظہور کی نشانیاں

مسیح کے دوبارہ پلٹنے کے بارے میں عہد نامہ جدید میں مشخص وقت بیان نہیں ہوا ہے اور صرف اس زمانے کی شرائط بیان ہوئی ہیں جن میں سے چند کی طرف ہم یہاں اشارہ کریں گے:

۱. انجیلی ایمان کا عام ہونا

اس تعبیر سے مراد تمام لوگوں کا عیسائی ہونا نہیں ہے۔ موجودہ انجیل کے مطابق ضروری نہیں ہے کہ آخر الزمان میں سب لوگ عیسائی مذہب اختیار کر لیں بلکہ جس چیز پر تکیہ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ مذہب عام اور غالب ہو جائے گا۔ شاید اس تعبیر سے مراد یہ ہو کہ انجیلی ایمان غیر انجیلی ایمان کے مقابل میں آجائے گا یعنی ایک الگ شریعت کے مقابل آجائے گا۔ کیونکہ انجیل کے معنی بشارت کے ہیں پس انجیلی ایمان کے عام ہونے کا مطلب اس بشارت کا عام ہونا ہے جو عیسائیوں کے لیے مختص ہے۔

انجیل متی کے باب ۱۳اور ۲۴ میں مسیح کی رجعت کی شرایط بیان ہوئی ہیں۔ اس کے بعض حصوں میں مسیح کے دوسرے ظہور کو حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے تشبیہ دی گئی ہے لہٰذا انجیلی ایمان کے عام ہونے کے معنی کو عیسائیوں کی تعداد میں اضافے کے مترادف نہیں لے سکتے۔

۲. مسیح کے ماشیح ہونے کے بارے میں ادیان کا عمومی عقیدہ

اس تعبیر سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجدد ظہور کے وقت یہودی اس عمومی عقیدے کے قائل ہو جائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی وہی مسیحا ہیں۔ انجیل متیٰ میں ملتا ہے کہ: "کیونکہ میں تمہیں بتاتا ہوں تم مجھے اس وقت تک دوبارہ نہیں دیکھو گے جب تک تم نہ کہو کہ مبارک ہے وہ جو رب کے نام سے ساتھ آتا ہے" (انجیل متی، باب ۲۳، آیت ۳۹۔)

۳. پہلا ارتداد

جب پہلا ارتداد اتفاق پزیر ہو تو مسیح کے مجدد ظہور کے منتظر رہو۔ مسیح سے قبل اور شریر انسان (ہلاکت یا گناہ) کے آنے کے ساتھ یہ ارتداد اتفاق پزیر ہو گا۔

۴. منتظروں اور انتظار کے عقیدے پر طنز کرنا

پطرس (Peter) کے دوسرے رسالے میں ملتا ہے کہ: "اول آپ کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ان آخری دنوں میں ایسے لوگ آئیں گے جو مذاق اُڑا کر اپنی شہوتوں کے قبضے میں رہیں گے۔ وہ پوچھیں گے عیسیٰ علیہ السلام نے آنے کا وعدہ تو کیا لیکن وہ کہاں ہے؟ "۔ (پطرس ۲، باب ۳، بند ۳، ۴۔)

یہ سب جو بیان کیا گیا ہے یہ ظہور سے قبل کی نشانیاں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس کی غیبت کے دور میں لوگوں کی ذمہ داری یہ ہو گا کہ اس کے ظہور کے لیے دعا کریں اور ہمیشہ اس کے منتظر رہیں کیونکہ وہ اچانک آجائے گا۔ اور جیسا کہ اس عالمی حکومت کی تشکیل کے لیے اسے ساتھیوں کی ہمراہی کی ضرورت ہو گی تو ان ساتھیوں کی

خصوصیات کا مختصر جائزہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

یہودیوں اور عیسائیوں میں نجات دھندہ کے یاوروں کی خصوصیات

دونوں عہد ناموں میں حضرت علیہ السلام کے ساتھیوں کی کچھ خصوصیات بیان ہوئی ہیں: "یسعیاہ نبی" میں یوں بیان ہوا ہے کہ: "وہ ایک دور دراز قوم کے لیے ایک فوجی جھنڈا گاڑھ کر اسے اپنی قوم کے خلاف کھڑا کرے گا، وہ سیٹی بجا کر اسے دنیا کی انتہا سے بلائے گا۔ وہ دیکھو دشمن بھاگتے ہوئے آرہے ہیں! ان میں سے کوئی نہیں جو تھکا ماندہ ہو یا لڑکھڑا کر چلے۔ کوئی نہیں اونگھتا یا سویا ہوا ہے۔ کسی کا بھی پٹکا ڈھیلا نہیں، کسی کا بھی تسمہ ٹوٹا نہیں۔ان کے تیر تیز اور کمان تنے ہوئے ہیں۔ ان کے گھوڑوں کے کُھر چقماق جیسے، ان کے رتھوں کے پہیے آندھی جیسے ہیں۔ وہ شیرنی کی طرح گرجتے ہیں بلکہ جوان ببر شیر کی طرح دھاڑتے اور غراتے ہوئے اپنا شکار چھین کر وہاں لے جاتے ہیں جہاں اسے کوئی نہیں بچا سکتا"۔ (یسعیاہ نبی، باب ۵، بند ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹۔)

"دانیال نبی" میں بیان ہوا ہے کہ: "جب یہ بادشاہ حکومت کریں گے ان ہی دنوں میں آسمان کا خدا ایک بادشاہی قائم کرے گا جو نہ کبھی تباہ ہوگی، نہ کسی دوسری قوم کے ہاتھ میں آئے گی۔ یہ بادشاہی ان دیگر تمام سلطنتوں کو پاش پاش کر کے ختم کرے گی، لیکن خود ابد تک قائم رہے گی"۔ (دانیال نبی، باب ۲، بند ۴۴۔) زبور میں آیا ہے کہ: "راست بازوں کی نجات رب کی طرف سے ہے۔ مصیبت کے وقت وہی ان کا قلعہ ہے۔ رب ہی ان کی مدد کر کے انہیں چھٹکارا دے گا، وہی انہیں بے دینوں سے بچا کر نجات دے گا کیونکہ انہوں نے اس میں پناہ لی ہے"۔ (کتاب زبور، باب ۳۷، بند ۳۹، ۴۰۔) "یسعیاہ نبی" میں پایا جاتا ہے کہ: "اے تیز رو قاصدو! لمبے قد اور چکنی چپڑی جلد والی قوم کے پاس جاؤ۔ اس قوم کے پاس پہنچو جس سے دیگر قومیں دور دراز علاقوں تک ڈرتی ہیں، جو زبردستی پاؤں تلے سب کچھ کچل دیتے ہیں"۔ (یسعیاہ نبی، باب ۱۸، بند ۲۔) دوسری جگہ پر آیا ہے کہ: "تب وہ دور دراز علاقوں سے آئیں گے، کچھ شمال سے، کچھ مغرب سے، اور کچھ مصر کے جنوبی شہر اسوان سے بھی۔ اے آسمان! خوشی کے نعرے لگا! اے زمین! باغ باغ ہو جا! اے پہاڑو! شادمانی کے گیت گاؤ! کیونکہ رب نے اپنی قوم کو تسلی دی ہے، اسے مصیبت زدہ لوگوں پر ترس آیا ہے"۔ (یسعیاہ نبی، باب ۴۹، بند ۱۲، ۱۳۔)

یہودی مذہب میں ظہور کے بعد کے حوادث

یہودی معتقد ہیں کہ مصلح کے ظہور کے بعد مختلف اقسام کی نعمتیں دنیا کا احاطہ کر لیں گی اور لوگوں کی زندگی اور حیات صدیوں تک چلے گی جس میں ہر شخص کا قد ۲۰۰ بالش کے برابر ہو گا۔

نیز وہ معتقد ہیں کہ بہت جلد بنی اسرائیل کی زمین سے نان اور شراب برآمد کیا جائے گا۔ اور لبنان میں کھجور کے درخت جتنی لمبی گندم کی بُوٹیاں نکلیں گی اور ایسی ہوا چلے گی جو انہیں اچھے اور نرم آٹے میں تبدیل کر دے گی۔ اور نیز اسرائیل کی زمین سے "فطیر" نکلے گی اور ہر دانے میں ہزار دانے ہوں گے۔ شراب فراوان ہو جائے گا اور انگور کے بُوٹے زیادہ پھل دیں گے۔ یروشلم کی عمارتیں تین میل لمبی ہوں گی اور ان کے دروازوں پر موتی اور اصلی نگینے جڑے ہوں گے کہ جن میں سے ہر ایک کا ضلع ۳۰ بالش جتنا ہو گا۔

فقر ختم ہو جائے گا اور لوگ تندرست ہو جائیں گے۔ لوگ اچھائی کی طرف راغب ہو جائیں گے اور عدالت اور صداقت اور صلح کی حکومت ہو گی۔ یہ وہ وقت ہو گا جب یہود پوری دنیا پر مسلط ہو جائیں گے اور تمام امتیں مسیح کے سامنے سر تسلیم خم ہو جائیں گی اور ہر یہودی فرد کے پاس ۲۸۰۰ نوکر ہوں گے جو اس کی خدمت کریں گے"۔ (زندگانی خاتم الاوصیاء امام مہدی علیہ السلام، ص ۲۴۴، البرھان، ج ۱، ص ۳، قصۃ الدیانات، ص ۳۷۶، مسیح فی القرآن والتوراۃ والانجیل، ص ۵۲۶۔)

دنیا کے مستقبل کے بارے میں توریت کی بعض آیات سے استناد کیا جا سکتا ہے۔ ان عبارات کے مجموعے سے یہ نکتہ نکالا جا سکتا ہے کہ یہودیوں کی نظر سے ابھی انسان کو آگے بہت سی جنگیں اور مشکلات دیکھنی ہیں۔ کچھ افراد ہدایت پا جائیں گے اور اس سے کئی زیادہ افراد بد بخت اور نابود ہو جائیں گے۔ گرچہ قومِ یہود اور اس مذہب کے حقیقی پیروکاروں کے لیے بہت سی مشکلات اور دشواریاں وجود رکھتی ہیں لیکن آخر میں فلاح اور نجات یہودیوں کے ہی انحصار میں ہو گی۔

توریت میں ملتا ہے: "اس وقت فرشتوں کا عظیم سردار میکائیل اُٹھ کھڑا ہو گا۔ وہ جو تیری قوم کی شفاعت کرتا ہے۔ مصیبت کا ایسا وقت ہو گا کہ قوموں کے پیدا ہونے سے لے کر اس وقت تک نہیں ہوا ہو گا۔ لیکن ساتھ ساتھ تیری قوم کو نجات ملے گی۔ جس کا بھی نام خدا کی کتاب میں درج ہے وہ نجات پائے گا۔ تب خاک میں سوئے ہوئے متعدد لوگ جاگ اُٹھیں گے۔ کچھ ابدی زندگی پانے کے لیے اور کچھ ابدی رسوائی اور گھن کا نشانہ بننے کے لیے"۔ (دانیال نبی، باب ۱۲، بند ۱، ۲۔)

توریت میں ایک اور جگہ ملتا ہے کہ: "اے بے حیا قوم، جمع ہو کر حاضری کے لیے کھڑی ہو جا۔ اس سے

پہلے کہ مقررہ دن آکر تجھے بھوسے کی طرح اُڑا لے جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تم رب کے سخت غصے کا نشان بن جاؤ، کہ رب کا غضب ناک دن تم پر نازل ہو جائے۔ اے ملک کے تمام فروتنو، اے اس کے احکام پر عمل کرنے والو، رب کو تلاش کرو! راست بازی کے طالب ہو، حلیمی ڈھونڈو۔ شاید تم اس دن رب کے غضب سے بچ جاؤ۔ غزہ کو چھوڑ دیا جائے گا، اسقلون ویران و سنسان ہو جائے گا۔ دوپہر کے وقت ہی اشدود کے باشندوں کو نکالا جائے گا، عقرون کو جڑ سے اُکھاڑا جائے گا۔ کریتے سے آئی ہوئی قوم پر افسوس جو ساحلی علاقے میں رہتی ہے۔ کیونکہ رب تمہارے بارے میں فرماتا ہے: اے فلسطینوں کی سرزمین، اے ملکِ کنعان، میں تجھے تباہ کروں گا، ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔۔۔ ملک یہوداہ کے گھرانے کے بچے ہوؤں کے قبضے میں آئے گا، اور وہی وہاں چریں گے"۔ (زفنیاہ نبی، باب ۲، بند ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶۔)

دنیا کے مستقبل میں موعود منتظر کے دور میں زمین پر فراوان نعمتیں اُگیں گی، ایسی چیزیں جو پہلے کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوں گی۔ البتہ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے یہودیوں کی نظر سے یہ نعمتیں صرف یہود کے پیروکاروں کے لیے ہوں گی۔

"آئندہ تجھے نہ دن کے وقت سورج نہ رات کے وقت چاند کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ رب ہی تیری ابدی روشنی ہوگا، تیرا خدا ہی تیری آب و تاب ہوگا"۔ (یسعیاہ نبی، باب ۶۰، بند ۱۹۔)

"جہاں بھی دریا بہے گا وہاں بے شمار جاندار جیتے رہیں گے۔ بہت مچھلیاں ہوں گی اور دریا بحیرہ مردار کا نمکین پانی پینے کے قابل بنائے گا۔ جہاں سے بھی گزرے گا وہاں سب کچھ پھلتا پھولتا رہے گا"۔ (حزقیل نبی، باب ۴۷، بند ۹۔)

اُس وقت درخت مجبور ہوں گے کہ ہر ماہ پھل دیں اور انسان اُن پھلوں سے کھائے گا اور شفا حاصل کرے گا: "دریا کے دونوں کناروں پر ہر قسم کے پھل دار درخت اُگیں گے۔ ان درختوں کے پتے نہ کبھی مرجھائیں گے، نہ کبھی ان کا پھل ختم ہوگا۔ وہ ہر مہینے پھل لائیں گے، اس لیے کہ مقدس کا پانی ان کی آب پاشی کرتا رہے گا۔ ان کا پھل لوگوں کی خوراک بنے گا، اور ان کے پتے شفا دیں گے"۔ (حزقیل نبی، باب ۴۷، بند ۱۲۔)

اسی طرح سے اس وقت پوری طبیعت پر ابدی صلح حکم فرما ہو جائے گی: "بھیڑیا اس وقت بھیڑ کے بچے کے ساتھ ٹھہرے گا، اور چیتا بھیڑ کے بچے کے پاس آرام کرے گا۔ بچھڑا، جوان ببر شیر اور موٹا تازہ بیل مل کر رہیں گے، اور چھوٹا لڑکا انہیں ہانک کر سنبھالے گا۔ گائے ریچھ کے ساتھ چرے گی، اور ان کے بچے ایک

دوسرے کے ساتھ آرام کریں گے۔ ببر شیر بیل کی طرح بھوسا کھائے گا۔ شیر خوار بچہ ناگ کی بانبی کے قریب کھیلے گا، اور جوان بچہ اپنا ہاتھ زہریلے سانپ کے بل میں ڈالے گا"۔ (یسعیاہ نبی، باب ۱۱، بند ۶، ۷، ۸۔)

توریت کی نظر سے لازوال اور پایدار صلح اور شادمانی اور خوشحالی کا دور وجود میں آئے گا۔ آج کے دور میں ایک انسان کسی چیز کی بنیاد رکھتا ہے تو دوسرا آکر اس کو خراب کر دیتا ہے۔ بیج کوئی بوتا ہے پھل کوئی کھاتا ہے، لیکن دنیا کے مستقبل کے بارے میں یہ پڑھتے ہیں کہ: "وہ گھر نہیں بنائیں گے مگر یہ کہ دوسرے اس میں سکونت اختیار کریں اور درخت پھل نہیں دیں گے مگر یہ کہ دوسرے اس کا پھل کھائیں۔۔۔وہ بلاوجہ کی زحمت نہیں اُٹھائیں گے اور وحشت اور اضطراب کی وجہ سے بچے پیدا نہیں کریں گے"۔ (گنجینہ از تلمود، ص ۳۵۸ _ ۳۷۰۔)

عیسائی مذہب میں ظہور کے بعد کے حوادث

عہد نامہ جدید کی نظر سے مسیح کے ظہور کے بعد کچھ اہم اتفاقات جنم لیں گے۔ یوحنا کے مکاشفے کی کتاب میں آیا ہے کہ یوحنا کا اصرار ہے کہ تمام پیشنگویاں مسیح کے ظہور کے دور میں محقق ہوں گی تاکہ زبور ان چیزوں کے ساتھ منتطبق ہو سکے جو اس میں لکھی گئی ہیں اور وہ عبارت ہیں: مسیح کا قدیسوں (مقدس لوگوں) کے ہمراہ آنا، چار مجدان کے نام سے جنگ، شیطان کا بند ہو جانا، مقدس لوگوں کا قدرت اور عزت کی مسند پر بیٹھنا (قدیسوں کی حکومت)، شیطان کا ہزار سال بعد آزاد ہونا (اس دور میں شیطان زندہ کیا جائے گا، جب مسیح آئے گا تو شیطان کو آزاد کرے گا لیکن اب وہ کسی کو وسوسہ نہیں کر پائے گا)، مسیح کا سفید تخت پر بیٹھ کر عدالت کرنا (قیامت کبریٰ، مسیح انصاف کرے گا کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی) اور آخر میں دنیا کا اختتام ہونا ہے کیونکہ اس عالم کی جسمانی زندگی اختتام پزیر ہو گی اور اس کے بعد مسیح اور اس کے پیروکار جاویداں ہو جائیں گے اور لہٰذا دوبارہ خدا سے ملحق ہو جائیں گے اور اس میں شامل ہو جائیں گے۔

نتیجہ

مذکورہ مذاہب میں پائے جانے والے نجات کے نظریے کا موازنہ کرنا اور ان میں مشترک پائے جانے والے نجات دھندہ کے ظہور کے اعتقاد کی نشاندھی کرنے کا مقصد اس نکتے کو بیان کرنا نہیں ہے کہ ایک دین دوسرے دین کے تحت تاثیر رہا ہے یا تاثیر پزیر رہا ہے۔ وہ چیز جو ہمیں اس مقالہ سے مطلوب ہے وہ یہ کہ مذاہب میں پائے جانے والے مشترکات یا ایک جیسے نکات کو آپس میں پرکھا جائے اور اس کلی نتیجے پر پہنچا جائے

کہ نجات کا نظریہ تمام ہی مذاہب میں پایا جاتا ہے اور ایک موعود کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ جو آخر الزمان میں ظہور کرے گا اور خدا کے قوانین کے مطابق ایک مثالی نظام کو تشکیل دے گا۔ لیکن یہ کہ یہ موعود کون ہو گا، کب اور کہاں ظہور کرے گا وہ مسائل ہیں جن میں اختلاف ہے۔ وہ چیز جو تمام آسمانی مذاہب میں مشترک ہے وہ دورِ آخر الزمان کے نجات دھندہ کا خاندانِ نبوت سے ہونا ہے اور اس کا تمام نیک اور پسندیدہ صفات کا حامل ہونا ہے۔ مختلف مذاہب میں اس منتظر معاشرے کی کچھ خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اور ظہور کے وقت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ جب معاشرہ انفرادی، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی لحاظ سے زوال کا شکار ہو جائے گا اور تباہی اور فساد اپنے اوج کو پہنچ جائے گا تو اس وقت کشایش نزدیک ہو گی۔

ہمارے دینی متون میں بھی اس مثالی معاشرے کے قیام کی پیشنگوییاں ہو چکی ہیں کہ جس کا آخری ہدف انسان کا اپنے حقیقی کمال تک پہنچنا ہے۔ ایسا کمال کہ جو خدا شناسی، خدا پرستی، خدا کے امر و نہی کی کامل اطاعت، اس کا قرب اور رضا حاصل کرنے کے علاوہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ معاشرہ کہ جس کا خدا نے وعدہ کیا ہے ایسا معاشرہ ہو گا کہ جس کے افراد کے عقاید، اخلاق اور اعمال اسلامی تعلیمات اور احکامات سے مطابقت رکھتے ہوں گے۔ البتہ جیسا کہ مقالے کے متن میں ذکر ہوا ہے کہ مہدویت کا نظریہ اور موعود کے توسط سے دنیا کی اصلاح کا عقیدہ صرف مذہب اسلام میں نہیں پایا جاتا بلکہ خدائے متعال نے تمام ہی انبیاء کو اس کی بشارت دی تھی اور تمام ہی توحیدی مذاہب اس عقیدے کے منادی نظر آتے ہیں اور دنیا کے مستقبل کو صالحین کے ہاتھوں میں قرار دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اور پوری کائنات پر عدالت کی حاکمیت کو حتمی قلمبند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یہ عقیدہ توحیدی مذاہب میں اس قدر پر رونق اور آشکار تھا کہ حتیٰ غیر توحیدی مذاہب میں بھی سرایت کر گیا اور ایسے مذاہب کہ جن کی بظاہر جڑیں الٰہی نہیں تھیں وہ بھی ایک عالمی مصلح کے وجود کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ تمام بشارتیں، وعدے اور اشارے جو مذاہب میں پائے جاتے ہیں وہ آخر الزمان کے الٰہی قیام کی طرف دلالت کرتے ہیں اور انسان کو اس الٰہی مصلح کی طرف لے جاتے ہیں کہ جو نبوت کے آخری دور میں اسلام کے اندر سے ظہور کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی موعود کہا جاتا ہے تو اس سے مراد آخری نجات دھندہ اور آخری منتظر ہی ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں مختلف مذاہب میں پائے جانے والے نجات دھی کے نظریے سے مراد وہی آخری نجات دھندہ کا نظریہ ہے کہ جو اسلام میں نظریہ مہدویت سے مطابقت رکھتا ہے۔ اور کتنا شاندار ہو گا ان ایام کا تصور کرنا کہ جن میں حاکم قائم آلِ محمد علیہ السلام جیسا عالم اور عادل ہو گا اور کتنی

خوبصورت ہو گی وہ زندگی کہ جس میں توحید کے پرچم کے علاوہ کوئی پرچم نہیں لہرائے گا اور حق کے علاوہ کوئی ندا لوگوں کے کانوں سے نہیں ٹکرائے گی۔ وہ ایسا دور ہو گا جو محبت اور مہربانی سے سرشار ہو گا اور عدالت، آزادی اور کرامت کا دنیا پر بسیرا ہو گا۔

فہرست منابع

۱۔ قرآن کریم

۲۔ کتاب مقدس

۳۔ المسیری، دکتر عبد الوھاب، دائرۃ المعارف یہود، مؤسسہ مطالعات وپژوھشھای تاریخ خاور میانہ، چاپ اول، ۱۳۸۳۔

۴۔ توفیقی، حسین، آشنایی با ادیان بزرگ، تھران: سازمان مطالعہ وتدوین کتب علوم انسانی دانشگاھھا، مرکز تحقیق و توسعہ علوم انسانی؛ موسسہ فرھنگی طہ و جامعۃ المصطفیٰ العالمیۃ، چاپ چھاردھم، ۱۳۹۰۔

۵۔ جوادی آملی، عبد اللہ، امام مہدی موجود موعود، قم: مرکز نشر اسراء، ۱۳۸۸۔

۶۔ رضوانی، علی اصغر، امامت اور غیبت: غیبت صغریٰ، کبریٰ اور ہماری ذمہ داریاں، قم: انتشارات مسجد مقدس جمکران، ۲۰۰۸۔

۷۔ رضوانی، علی اصغر، وجود امام مہدی در پرتو عقل، قم: انتشارات مسجد مقدس جمکران، ۱۳۸۶۔۹

۸۔ رضوی، رسول، امام مہدی، قم: مرکز مدیریت حوزہ علمیہ، ۱۳۸۴۔

۹۔ زمانی، احمد، اندیشہ انتظار، قم: دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ، موسسہ بوستان کتاب، ۱۳۸۷۔

۱۰۔ سلیمیان، خداد مراد، درسنامہ مہدویت، قم: مرکز تخصص مہدویت، ۱۳۹۰۔

۱۱۔ شریف قرشی، باقر، زندگانی خاتم الاوصیاء امام مہدی علیہ السلام، ترجمہ ابو الفضل اسلامی، قم: فقاھت، ۱۳۷۶۔

۱۲۔ صادقی، ھادی، درآمدی بر کلام جدید، قم: کتاب طہ ونشر معارف، چاپ ششم، ۱۳۹۱۔

۱۳۔ صدر، محمد، تاریخ ما بعد الظہور، بیروت: دار التعارف للمطبوعات، ۱۴۱۲

۱۴۔ طاہر زادہ، اصغر، مبانی معرفتی مہدویت، اصفھان: دفتر انتشارات لب المیزان، ۱۳۸۹۔

۱۵۔ طاہری، حبیب اللہ، سیمای آفتاب، قم: مشہور، ۱۳۷۸۔

۱۶۔ علی بن ابراھیم قمی، ابو الحسن، تفسیر قمی، بیروت: موسسہ الاعلمی للمطبوعات۔

۱۷۔ فحر الدین رازی، محمد، تفسیر الکبیر، بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۱۔

۱۸۔ کارگر، رحیم، آیندہ جھان، قم: مرکز تخصصی مہدویت، ۱۳۸۷۔

۱۹۔ کرینستون، جولیوس، انتظار مسیحا در آیین یہود، ترجمہ حسین توفیقی، قم: مرکز مطالعات ادیان و مذاہب، چاپ اول، ۱۳۷۷۔

۲۰۔ کورانی، علی، معجم احادیث الامام مہدی علیہ السلام، قم: مؤسسۃ المعارف الاسلامیۃ، چاپ اول، ۱۴۱۱۔

۲۱۔ کھن، ابراھام، گنجینہ ای از تلمود، ترجمہ امیر فریدون گرگانی، تھران: اساطیر، چاپ اول، ۱۳۸۲۔

۲۲۔ لطیفی، رحیم، دلایل عقلی و نقلی امامت و مہدویت، تھران: بنیاد فرھنگی حضرت مہدی موعود، ۱۳۸۷۔

۲۳۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، تھران: دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۸۵۔

۲۴۔ مجموعہ آثار ششمین ھمایش بین المللی دکترین مہدویت، قم: موسسہ آیندہ روشن، چاپ اول، ۱۳۹۰۔

۲۵۔ مکارم شیرازی، ناصر، حکومت جہانی مہدی علیہ السلام، قم: انتشارات نسل جوان، چاپ یازدھم، ۱۳۸۰۔

۲۶۔ میشل، توماس، کلام مسیحی، ترجمہ حسین توفیقی، قم: مرکز مطالعات ادیان و مذاہب، چاپ اول، ۱۳۷۷۔

۲۷۔ ھاکس، جیمز، قاموس کتاب مقدس، تھران: اساطیر، چاپ اول، ۱۳۷۷۔

انٹرنٹ منابع

۱۔ نصر اللہ آیتی، اہل کتاب در دولت مہدی علیہ السلام، www.bulbul.blogfa.com

۲۔ علائم ظہور در عہد جدید، ۱۳۸۹، www.hawzah.net

۳۔ کریمی نیا، انتظار موعود در آئین یہود، ۱۳۸۲، www.ensani.ir

۴۔ محمدی آرانی، منجی گرایی در ادیان، ۱۳۸۶، www.hawzah.net

۵۔ منجی در یہودیت و مسیحیت، ۱۳۹۲، www.porseman.com

۶۔ یہودیت موعود باور، www.wikipedia.org